کارِ دعوت میں درپیش مشکلات

اور داعیانِ دین کا طرزِ عمل

موجودہ زمانے میں اہل اسلام جس ذلت ونکبت اور پستی وزبوں حالی سے دوچار ہیں' اس پر ہر قلب حساس بے چین ومضطرب ہے۔ اُمت کا ہر فرد سوال کناں ہے کہ کیا اس رسوائی سے نجات پانے کی بھی کوئی راہ موجود ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں مختلف مفکروں اور دانشوروں کی طرف سے انتہائی تفصیلی اور دقیق تجزیے اور بظاہر بڑے خوشنما لائحہ ہائے عمل پیش کیے جارہے ہیں' لیکن اربابِ علم ودانش کے پیش کردہ سارے منصوبے قطعی طور پر ناکام ہو چکے ہیں' جس کے نتیجے میں اُمت مسلمہ کی حالت روز بروز دگرگوں ہوتی جارہی ہے۔

تأمل کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اس ناکامی ونامرادی کا اصل سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نام نہاد اصحابِ فکر ونظر انسانی زندگی کے مسائل کے فطری وحقیقی اور شافی حل سے صرفِ نظر کرتے ہوئے محض عقلِ انسانی پر بھروسہ کر کے مسائل زندگی کی گتھیاں سلجھانا چاہتے ہیں' اور یہ ظاہر ہے کہ قیامت تک ناممکن ہے' کیونکہ انسانی عقل کی نارسائی کا تو یہ عالم ہے کہ یہ انسان کے اصل مسائل کی تشخیص کرنے ہی سے قاصر ہے چہ جائیکہ وہ ان کا حل پیش کر سکے۔ یہ ایک ایسی آشکار حقیقت ہے کہ تاریخ انسانی کے اوراق اس پر شاہد عدل ہیں۔ لہٰذا ملت اسلامیہ کی فلاح وکامرانی کے لیے خود ساختہ فلسفوں اور اپنی فکر نارسا کے تراشیدہ نظریوں کو اساسِ عمل سمجھنا' خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔

رہا یہ سوال کہ افرادِ ملت پر ظلم وستم اور ذلت ورسوائی کے چھائے ہوئے ان مہیب بادلوں کے چھٹنے کی سبیل کیا ہے تو اس کا واضح' دوٹوک اور حتمی جواب صرف یہ ہے کہ ایسا محض اسی صورت میں ممکن ہے جب اس ضابطۂ زندگی کو اپنالیا جائے جو کسی مخلوق کا وضع کردہ نہیں' بلکہ اسے خالق کون ومکان نے بنی نوع انسان کی ابدی رشد وہدایت اور دائمی فلاح وسعادت کے لیے اس کائنات ارضی میں بھیجا ہے۔ حیاتِ انسانی کا یہ رہبر ورہنما آج اس صحیفۂ ہدایت کی شکل میں ہمارے پاس محفوظ ومصئون موجود ہے جسے ڈیڑھ ہزار برس قبل باری تعالیٰ نے روح القدس کے ذریعے سید الاولین والآخرین ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا تھا اور جسے ہم قرآن حکیم کے نام سے جانتے ہیں۔ یہی صاف' سیدھی اور پختہ راہنمائی کا ضامن ہے اور اپنے

نزول سے تا قیامت قوموں کے عروج و زوال کا واحد معیار ہے۔ جو قوم اسے اپنے نظامِ زندگی میں رائج اور جاری و ساری کر لیتی ہے وہ رفعتوں‘ بلندیوں اور کامیابیوں کی مستحق ٹھہرتی اور جو اسے پس پشت ڈالتی‘ نظر انداز کرتی اور اس کی تعلیمات سے روگردانی کی مرتکب ٹھہرتی ہے‘ عبرتناک ذلت و رسوائی اس کا مقدر بنا دی جاتی ہے۔ ہر صاحبِ عقل و خرد یقیناً اس امر کی تائید کرے گا کہ عصر حاضر میں اُمت مسلمہ کی ڈوبتی ناؤ کو لرزہ خیز اور ہلاکت آفرین طوفانوں سے نکال کر ساحلِ کامرانی سے ہمکنار کرنے کی واحد صورت یہ ہے کہ افرادِ ملت کو قرآن کریم اور اس کی حتمی مراد سنتِ رسول ﷺ سے جوڑ دیا جائے‘ جو کہ حبل اللہ المتین اور فرد و معاشرے کے ہر ہر مسئلے کا شافی حل ہے۔ اسلامی تاریخ اس بات کی کھلی شہادت دیتی ہے کہ اُمت پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا اور اسے اندرونی یا بیرونی چیلنجز سے سابقہ پیش آیا تو علمائے اُمت اور رہنمایانِ ملت نے اسی قرآن کو بنیاد بنا کر ان چیلنجز کا مقابلہ کیا اور وہ اس میں پوری طرح سرخرو ہوئے۔ لہٰذا آج بھی کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ قرآنی حکمت و بصیرت کو اطراف و اکناف میں پھیلا دیا جائے تا کہ مطلعِ ملت پر چھائے ہوئے ظلم و تعدی کے بادلوں کو چیر کر نورِ خدا پوری کائنات کو اپنی ضوفشانیوں سے منور کر دے اور اندھیروں میں بھٹکی ہوئی انسانیت اپنے اصلی مقام‘ خلد بریں کی طرف عازمِ سفر ہو سکے۔

ان حالات میں وہ لوگ قابل صد مبارک باد ہیں‘ جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن مجید کے ابلاغ و تبلیغ اور افہام و تفہیم کے لیے وقف کر رکھی ہیں۔ ان پر مبدأ فیض کی یہ خاص نگاہِ تلطف ہے کہ انہیں اشاعت قرآن کے نبویؐ مشن کے لیے منتخب کیا گیا کہ رحمان و رحیم کی یہ کرم گستری بجائے خود باعث افتخار ہے۔ لیکن دعوت الی القرآن پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کی راہ گزر ہے۔ اس لیے کہ جب کلامِ الٰہی کی دعوت افرادِ معاشرہ کو اپنی فطری تاثیر سے اپنی جانب متوجہ کرتی اور خلقِ خدا اس نشیدِ دل نواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگی کے سانچے اس کے مطابق ڈھالتی ہے تو ابلیس ملعون اور اس کی ذریت اس پکار کی پرزور مزاحمت کرتی ہے۔ چنانچہ جب اپنی خواہشاتِ نفس‘ اور درحقیقت شیطان کے پجاری اصحاب جبہ و دستار کے مفادات پر زد پڑتی ہے اور انہیں اپنی عظمت و جلال کے محلات مسمار ہوتے دکھائی دیتے ہیں تو وہ داعیانِ قرآن کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں کود پڑتے ہیں۔ مذہبی سطوت و اقتدار کے خداوند اپنی مسانید عظمت و عقیدت کے تحفظ کی خاطر ان لوگوں کے درپے ہو جاتے ہیں جو ان کے فرسودہ افکار و نظریات کی جکڑ بندیوں سے لوگوں کو آزاد کر کے بندگیٔ رب کے قرآنی حکم کی تعمیل کرواتے ہیں۔ مسانید علم و ارشاد پر برخود غلط تمکن گزین یہ پروہت و پنڈت جب دلیل و برہان کے میدان میں اپنے آپ کو تہی دامن پاتے ہیں تو گھٹیا ہتھکنڈوں پر اتر آتے ہیں۔ اور تاریخی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بے حجابانہ سامنے آئے گی کہ نفس کی پرستش کرنے والے یہ نام نہاد علمبرداران مذہب جب کسی داعی قرآن سے بغض و عناد میں اندھے ہو کر بازارِ مخاصمت سرگرم کرتے ہیں تو جس قدر بھیانک جرائم ان گوشوں سے نمودار ہوتے ہیں دنیا کے کسی اور گوشے سے باید و شاید۔

(باقی صفحہ 13 پر)